مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما

جلد ۱ — ۱۶ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱ تا ۷ اپریل ۱۹۸۳ء — شمارہ ۴۳

خصائلِ نبوی شرح شمائلِ ترمذی

حضور علیہ السلام کی انگوٹھی کا بیان

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدنی رحمہ اللہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں رہی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر ان ہی کے زمانہ میں بیرِ اریس میں گر گئی تھی۔ اس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

فائدہ:- بیرِ اریس مسجدِ قبا کے قریب ایک کنواں ہے۔ یہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چھ برس تک اُن کے پاس رہی اس کے بعد اتفاق سے اس کنوئیں میں گر گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند اس کنوئیں میں تلاش فرمایا تین دن تک اس کا پانی نکلوایا مگر ملی نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن اور حوادث شروع ہو گئے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں بکثرت ظہور پذیر ہوئے ہیں اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں موجود ہونے کو بیان فرماتے ہیں اور اسی باب کی دوسری حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ عنہ انگوٹھی پہننے کی نفی بھی فرما چکے ہیں جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے اس حدیث کے تعارض کا ایک خاص جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتی تھی پہننا اس کو لازم نہیں، چنانچہ آئندہ باب میں آ رہا ہے کہ حضرت معیقیب کے پاس رہتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے

فائدہ:- پہلے باب میں مصنفؒ نے انگوٹھی کی کیفیت بتلائی تھی۔ اور اس باب میں اس کے پہننے کی کیفیت بتلانا مقصود ہے۔ اس باب میں مصنفؒ نے نو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ:- اس بارہ میں روایات مختلف وارد

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــ ختم نبوت

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، ابوظہبی، عمان، شارجہ، دوبئی، اردن اور	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۶۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت۔ ۲۰/A سازو ینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۲	خصائل نبوی ﷺ	حضرت شیخ الحدیث (۱)
۴	ابتدائیہ	سعید احمد جلالپوری (۲)
۶	قادیانیت	مولانا محمد ناظم ندوی صاحب مدظلہ (۳)
۱۳	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	محمد اسماعیل شجاع آبادی (۴)
۱۸	حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام	حضرت مولانا لدھیانوی صاحب (۵)
۲۱	قومی اخبارات کا مطالعہ	
۲۳	سازِ شکستہ	علی اصغر چشتی صابری (۶)
۲۴	اپیل	

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار واحد

غلام یٰسین تبسم

ابتدائیہ

ختم نبوت

ہفت روزہ

اللہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام
علی من لا نبی بعدہ

آخر اتنی بے حسی کیوں؟

کفر و اسلام روز اول سے ایک دوسرے کی ضد اور مسلم و کافر آپس میں حریف رہے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی۔

کچھ یہی کیفیت آج کل ہندوستان کے صوبہ آسام کی ہے۔ چنانچہ گزشتہ کئی ہفتوں سے آسام میں مسلم کش فسادات کی خبر کو کئی مرتبہ پاکستانی اخبارات کی شہ سرخی بنتے دیکھا گیا ——— اور اخبار کی اطلاعات کے مطابق آسام میں بے گناہ بنگالی مسلمانوں کو سات مرتبہ اس اندوہناک منظر کا سامنا ہوا ——— مگر حال ہی میں کھم پور کے ہندو قبائیلوں نے تو ظلم و بربریت کی حد کر دی ——— دوسری جانب انتظامیہ نے جس طرح عالمی قانون کی دھجیاں بکھیر کر جانب داری کا مظاہرہ کیا، نئی دہلی کے لئے نہایت شرم ناک ہے۔ اس میں نہتے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، شتیلہ اور صابرہ کی داستان دہرائی گئی، اور ہیروشیما کا سماں پیش کیا گیا، جس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان شہید اور لاکھوں بے گھر ہو گئے، یہاں تک کہ شیر خوار بچے اور بچیاں بھی فرقہ پرستی کی آگ کا ایندھن بنا دیئے گئے۔ لیکن انتظامیہ اور فوج کئی روز بعد اس وقت پہنچی، جب مذہب پرست مظلوم مسلمانوں کی لاشیں مسخ ہو چکی تھیں ——— یہ نکتہ ہماری سمجھ سے تو بالا تر ہے کہ جو ملک ایک طرف غیر جانبدار سربراہ کانفرنس کراتا ہے آخر دوسری جانب وہ خود اس کی خلاف ورزی میں ملوث ہو کر اپنے مہیب عزائم کی کیونکر نقاب کشائی کر رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کانفرنس کو وکیل صفائی کے طور پر پیش کر کے اپنے مذموم، پوشیدہ عزائم کی تکمیل مقصود ہو۔ چنانچہ ساتویں غیر جانبدار کانفرنس میں مسز اندرا گاندھی کو جب یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلمان حکمران اس پر اتہام نہ کر بیٹھیں تو انہوں نے حفظ ما تقدم کے پیش نظر یہ اعلان کر دیا کہ یہ ہمارا داخلی مسئلہ ہے۔ جب کہ بین الاقوامی قانون کے تحت ہر ملک اپنی اقلیت کے حقوق کے تحفظ کا ذمہ دار ہوتا ہے، ایسے ہی بھارت میں مسلم اقلیتوں کے حقوق کی ذمہ داری بھارت پر ہے۔ لیکن اس کو داخلی مسئلہ کہہ کر ٹال دینا کیونکر باعث اطمینان ہو سکتا ہے ——— لیکن داد دیجئے مسلم سربراہان کی سرد مہری کی کہ ان میں سے کسی نے مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی کے اظہار میں دو حرف کہنے کی زحمت نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی نہ معلوم وہ کیونکر مسز اندرا گاندھی کے اس فقرہ سے مطمئن ہو گئے؟

ابتدائیہ

الکفر ملۃ واحدۃ کے تحت اگرچہ تمام غیر مسلم اسلام دشمنی میں برابر ہیں۔ مگر واجپائی (سابق وزیر خارجہ) مسلمانوں کی مظلومیت کی کھلی کتاب دیکھ کر یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلح پولیس فسادیوں کے ساتھ مل کر مجرمانہ کارروائیوں میں مصروف ہے؛ بالآخر ان سے تو ہندو قبائلیوں کے ساتھ تشدد و بربریت پر خاموش تماشائی بن کر نہ رہا گیا اور انہوں نے آسام میں ہنگاموں کی تحقیقات کے لئے کمیشن قائم کرنے کا مطالبہ پیش کر دیا۔ دوسری طرف ۹۰ کروڑ مسلمانوں اور دیگر تمام مسلم سربراہان نے اس کی طرف توجہ دینے اور صدائے احتجاج بلند کرنے کو شاید ضیاع وقت سمجھا۔ آخر اتنی بے حسی کیوں؟ حالانکہ اسلام کفر کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کو بجائے نرمی اور مداہنت کے شدت اور سختی کا حکم دیتا ہے: اشداء علی الکفار: (مسلمانوں کی ایک صفت یہ ہے) کہ وہ کافروں پر نرمی کے بجائے سختی سے کام لیتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جو لوگ مفسدہ پردازوں کی گوشمالی کرتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے۔"

آخر میں ہم یہی گذارش کریں گے کہ ان تمام تر فساد کی ذمہ داری، بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ جس کے لئے اقوام متحدہ اور اُمتہ اس کمیشن کے ذریعہ بھارت پر دباؤ ڈال کر بے گناہ بنگالی مسلمانوں پر ہونے والے اس جبر و تشدد کا انسداد مسلم سربراہوں کا دینی اور ملی فریضہ ہے ــــــ نیز ہم جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے بھی اس سلسلہ میں یہی گذارش کریں گے کہ وہ بھی مسلم اقلیتوں کے حقوق کی بحالی کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

خدا کرے ہماری یہ عرض داشت صدا بصحرا نہ ہو۔

وما علینا الا البلاغ

سعید احمد عفی عنہ

ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

قادیانیت

تحریر: محمد ناظم ندوی سابق شیخ الجامعہ بہاولپور
وسابق پروفیسر جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
نائب صدر ادارہ معارف اسلامی۔ کراچی

قسط نمبر (۲)

قادیانیت

ایک قومی مسئلہ ہے اور سارے عالم کیلئے ایک عظیم خطرہ ہے

تحلیل تجزیہ اور تجویز

یہ مضمون مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی دستوری کارروائی سے قبل لکھا گیا تھا اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اسکو شائع کر رہے ہیں۔

قادیانیت کا بھرپور وار

قیام پاکستان کے بعد ان قادیانیوں نے اپنے کلیدی منصب سے یہ فائدہ اٹھایا کہ مسلمان گورنر و وزیراعظم اور صدر مملکت اور بااختیار عہدہ داروں کو اسلام پسند عناصر کے خلاف مشورہ دیا۔ حکمرانوں کو عام مسلمانوں سے بدظن کیا اور ان کے اقدام کے نتیجہ میں اسلام پسند عنصر کو حکومت کے سامنے سراپا احتجاج بنادیا۔ حکمرانوں کو تمام دینی تنظیموں کے خلاف متنفر کیا کہ یہ متعصب تنگ نظر اور عصر حاضر کے جدید تقاضوں سے بے خبر ملا ہیں۔ اس طرح مغربی تہذیب کی گود میں تربیت یافتہ حکمرانوں نے پاکستان میں اپنا حریف علماء دین اور دینی رہنماؤں کو سمجھا اور انہی کے خلاف وہ اقدامات کرتے رہے حالانکہ اکثر اس ملک میں جو انقلاب بھی آیا وہ ملاؤں کے ہاتھ نہیں آیا اور کسی فوجی اور غیر فوجی انقلاب حکومت میں دین پسند عنصر کا کوئی ہاتھ نہیں رہا نہ کبھی وہ اس ملک کے حکمران ہوئے مگر ہمیشہ اکثر پاکستانی حکمرانوں کے ہدف علمائے دین اور دین پسند افراد رہے۔ کلیدی اور دوسرے عہدوں پر فائز قادیانیوں نے نہایت عیاری اور چالاکی سے ہر آنے والی حکومت کو تمام دینی تنظیموں سے بدگمان و متنفر کیا اور اس نے ان کو اپنا حریف سمجھا اور علماء حق کو حکومت و پاکستان کے لئے خطرہ عظیم بناکر پیش کیا اور ۲۶ برس کی مدت میں اکثر پاکستانی حکمرانوں نے دیندار دین پسند عنصر اور دینی تنظیموں کے خلاف اقدامات کئے اور قادیانی اس انتشار سے فائدہ اٹھاکر اپنی تنظیم کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے رہے۔ یہ اپنے عقائد کے مخصوص مسائل کو چھیڑ کر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں لگے رہے اور نہایت عیاری اور ہوشیاری سے ہر چھوٹے اور بڑے منصب کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا اس طرح حکومت اور عام مسلمانوں اور دینداروں کے درمیان کشاکش کو ہوا دے کر اور حکومت کا بظاہر خیرخواہ بن کر پاکستان کو کمزور کرنے کا کام انجام دیتے رہے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی بنیاد کو مستحکم نہ ہونے دیا اور اسلامی معاشرہ کے قیام سے جو حکومت کو استحکام نصیب ہوتا۔ وہ سارے قادیانی تنظیم کے لئے سم قاتل ہوتا، چنانچہ بعض اہل بصیرت کا خیال ہے کہ مشرقی پاکستان میں فوجی اقدامات کے جواز کے لئے ایسے حالات پیدا کرنے میں ان قادیانیوں سے مشورہ کو بھی دخل ہے اور یحییٰ حکومت نے جو فوجی اقدامات کئے اور

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

قادیانیت

جب سے تجویز مشرقی بازو اندرونی اور بیرونی سازش کی آماجگاہ بنا اور بھارت نے ان حالات سے فائدہ اٹھا کر فوج کشی کی۔ ان تمام کارروائیوں میں اسی فرقہ سے تعلق رکھنے والی بعض ممتاز شخصیتوں کا ہاتھ رہا ہے تاکہ مشرقی بازو کو جہاں قادیانیوں کی کوئی قابل ذکر تعداد نہیں ہے، علیحدہ کرنے کے بعد بقیہ پاکستان یعنی مغربی بازو کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے قادیانی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کی جاسکے۔ چنانچہ اب ان کی تنظیم نے ان کو اس قدر مضبوط کردیا ہے اور ان کے حوصلے اس قدر بلند ہوگئے ہیں کہ اب وہ مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور ان کو مغلوب کرنے کی کارروائی سے نہیں جھجکتے۔ ربوہ کا واقعہ درحقیقت آنے والے طوفان کی نشاندہی کرتا ہے۔ ذاتی طور پر مجھ کو معلوم ہے کہ آج سے چندسال قبل یہ لوگ علماء اسلام سے قادیانیت کے موضوع پر گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے مگر اب وہ بعض علماء کو اپنے پاس بلاکر اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہیں کہیں پر اپنے پرجوش نوجوانوں کے ذریعہ ختم نبوت پر تقریر کرنے والے امام مسجد کو زدوکوب بھی کرتے ہیں۔ چند سال قبل قادیانیوں کا یہ حوصلہ نہ تھا۔ ان تمام حالات کے پیدا کرنے میں جہاں حکمرانوں کی نااہلیت کو دخل رہا ہے وہاں قادیانیوں کی سازش کا بھی بڑا دخل ہے۔ ایک احمدی حکومت کے قیام کی پوری سازش اندرون ملک اور بیرون ملک، ربوہ اور اس کے گرد و نواح میں خالص قادیانیوں کی آبادکاری کون کررہا تھا؟ ربوہ کے تمام سرکاری ملازموں میں اور نظم و ضبط قائم رکھنے والی مشینری میں قادیانیوں کی اکثریت، ربوہ اسٹیشن کا سارا عملہ ربوہ کے اندر تمام چھوٹے بڑے عہدوں پر قادیانیوں کا تقرر یا ان کا وہاں تبادلہ کرکے بھیجنا یہ تمام کام کون انجام دے رہا تھا؟ ربوہ کو ایک قادیانی نوآبادی بنانے کا کام کس نے انجام دیا۔ موجودہ حکومت نے یہ سارے کام نہیں کئے بلکہ پچیس سال سے ہورہا ہے۔ یہ کون کررہا ہے کس کے حکم سے ایک مرزائی ملت، جو مسلمانوں سے جداگانہ تشخص رکھتی ہے۔ اس کے ماننے والوں کو وہاں کون آباد کررہا تھا؟ پاکستان کی حکومت قادیانیوں کے مقابلہ میں کیوں بے بس رہی۔ حکومت پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ نے اپنے ایک بیان میں اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ عوام کا یہ تاثر ایک حد تک صحیح ہے کہ ربوہ میں ایک ہی طبقہ کی آبادی ہے اور اس کے تمام سرکاری ملازمین کا تعلق بھی ایک ہی طبقہ سے ہے بلکہ ربوہ اسٹیشن کا اکثر عملہ بھی اسی ایک طبقہ سے تعلق رکھتا ہے مگر آئندہ یہ ایک طبقہ کا شہر نہیں رہے گا۔ معلوم نہیں کہ یہ اعلان صدق دل سے کیا گیا تھا یا وقتی طور پر مسلمانوں کو مطمئن کرنے اور ان کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ اب تک اس اعلان کے مطابق کسی اقدام کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ اس وقت اگر تحقیق کی جائے تو تخریب پسند عناصر کے ساتھ ملک کے باہر اور ملک کے اندر کمیونسٹ اور قادیانی کس طرح کام کررہے ہیں سب کچھ معلوم ہوجائے گا۔

دینِ اسلام کی تعلیمات سے عدم واقفیت، قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کا براہ راست علم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ قادیانی تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کا اظہار کرتے ہیں پھر یہ مسلمان کیوں نہیں؟ تو قادیانیوں کے مسلمان نہ ہونے اور دینِ اسلام اور ملت اسلامیہ سے وہ مندرجہ ذیل دلائل کی بناء پر خارج ہیں۔ ان کا ملتِ اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قادیانیت اسی طرح ملتِ اسلامیہ سے مختلف ہے جس طرح بہائی فرقہ یا اسماعیلی فرقہ۔ قادیانیوں کو محمد بن عبداللہ رسول اللہ و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان کا اظہار ـــــ ملت اسلامیہ میں داخل نہیں کرتا جس طرح تمام مسلمانانِ عالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانے کے باوجود عیسائی نہیں ہوسکتے نہ ملت مسیحیہ میں داخل ہوسکتے ہیں نہ مسلمان خود اپنے آپ کو مسیحی یا عیسائی کہہ سکتے ہیں۔ نہ خود عیسائی مسلمانوں کو عیسائی شمار کرسکتے ہیں اور اسی طرح تمام مسلمانانِ عالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں، تورات کو آسمانی کتاب تسلیم کرتے ہیں اس کے باوجود مسلمان یہودی نہیں ہیں نہ ملت ـــــ یہودیہ میں ان کا شمار ہوسکتا ہے۔ نہ یہودی مسلمانوں کی اس تصدیق کو ملت یہودیہ میں داخل ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔ اسی طرح قادیانیوں کا ایمان محمد بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر انہیں ملتِ اسلامیہ میں داخل نہیں کرسکتا، نہ وہ مسلمان کہے جاسکتے ہیں۔

قادیانیت

مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے باوجود عیسائی نہیں ہو جاتا، ایسا کیوں ہے؟

مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن حکیم کی نصوص آیات کی روشنی میں انہیں بشر اور مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہونے والا نبی مانتے ہیں اور ان کی پیدائش بلا باپ کے ہوئی ہے۔ نہ ان کا کوئی انسان باپ تھا، نہ خالق کائنات اور وہ اللہ کے کلمہ ہیں۔ ان کا لقب مسیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے،

انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ و کلمتہ القاھا الیٰ مریم (النساء)

مسلمان ان کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ ان کی الوہیت اور اللہ تعالیٰ کی ابوۃ کے منکر ہیں۔ لقد کفرالذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم (المائدۃ) وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللّٰہ (التوبۃ) لیکن عیسائیوں کے عقیدے میں عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور اقانیم ثلاثہ (اللہ تعالیٰ⁽¹⁾ باپ۔ حضرت عیسیٰ⁽²⁾ علیہ السلام بیٹا اور روح القدس⁽³⁾) کے مرکب سے جو ایک الوہیت قائم ہوتی ہے اس کا ایک جزو ہیں اور یہی تثلیث ہے۔ اس تثلیث کی قرآن تردید کرتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے والد اور ان کے ولد ہونے کی تکذیب کرکے اس کو کفر و شرک قرار دیتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان، عیسائیوں کے ایمان سے مختلف ہے لہٰذا مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان جو ان کی نبوت کی تصدیق اور ان کی الوہیت و ابنیت کی عدم تصدیق بلکہ تکذیب و تردید پر مشتمل ہے، ان کو عیسائی ملت میں داخل نہیں کرتا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق اور تورات کے آسمانی کتاب ہونے کا عقیدہ مسلمانوں کو ملت یہودیہ میں داخل نہیں کرتا۔ اسی طرح قادیانیت کا ایمان محمد بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر یا قرآن حکیم کے آسمانی کتاب ہونے پر قادیانیوں کو ملت اسلامیہ میں داخل نہیں کرسکتا کیونکہ قادیانیوں کا ایمان قرآن حکیم کی مخصوص آیات اور صحیح احادیث کی واضح ہدایات و تعلیمات کے خلاف ہے اور اجماع علماء ملت اسلامیہ کے خلاف ہے لہٰذا ان کا ایمان بھی ملت اسلامیہ میں داخل نہیں کرتا۔ مسلمانوں کا عقیدۂ ختم نبوت عصر حاضر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے بعد نہیں قائم ہوا ہے بلکہ عہد رسالت سے تا عصر حاضر بتواتر قائم رہا ہے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن حکیم، آیات اور احادیث صحیحہ کی ہدایات کی روشنی میں قائم ہوا ہے اور اس پر اجماع علماء ملت اسلامیہ رہا ہے۔ لہٰذا ملت اسلامیہ میں داخل ہونے کے لئے یہی ایمان معتبر اور مطلوب ہے۔ ملت اسلامیہ کے اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کا انکار اور خاتم النبیین کی تفسیر افضل النبیین کرکے اس فرقے نے تمام مفسرین کرام کی تکذیب و تردید ہی نہیں کی بلکہ ان کو جاہل بھی قرار دیا۔ مندرجہ بالا احادیث صحیحہ کی روشنی میں ختم نبوت پر جو علماء نے استدلال کیا ہے۔ اس کے برخلاف قادیانیت کے انکار ختم نبوت کے ساتھ نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو صحیح ثابت کرتا ہے بلکہ آئندہ بھی نبوت و رسالت کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کی شکست و ریخت کا عظیم فتنہ جس فرقے نے بپا کیا ہے وہ ملت اسلامیہ میں کس طرح رہ سکتا ہے۔ درحقیقت قادیانیوں کو ایک ملت کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح اہل کتاب مان کر مسلمان عورتوں کے ساتھ قادیانی مردوں کے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اور قادیانی عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے یعنی اسلام نے جو معاملہ اہل کتاب کے ساتھ کیا ہے وہی معاملہ قادیانیوں نے اہل اسلام کے ساتھ کیا ہے۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نابالغ مسلمان بچہ کی نماز جنازہ میں شرکت کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اس عقیدہ کے حامل فرقہ کو مسلمان کس طرح کہا جاسکتا ہے اور ان کا ملت اسلامیہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

باقی آئندہ

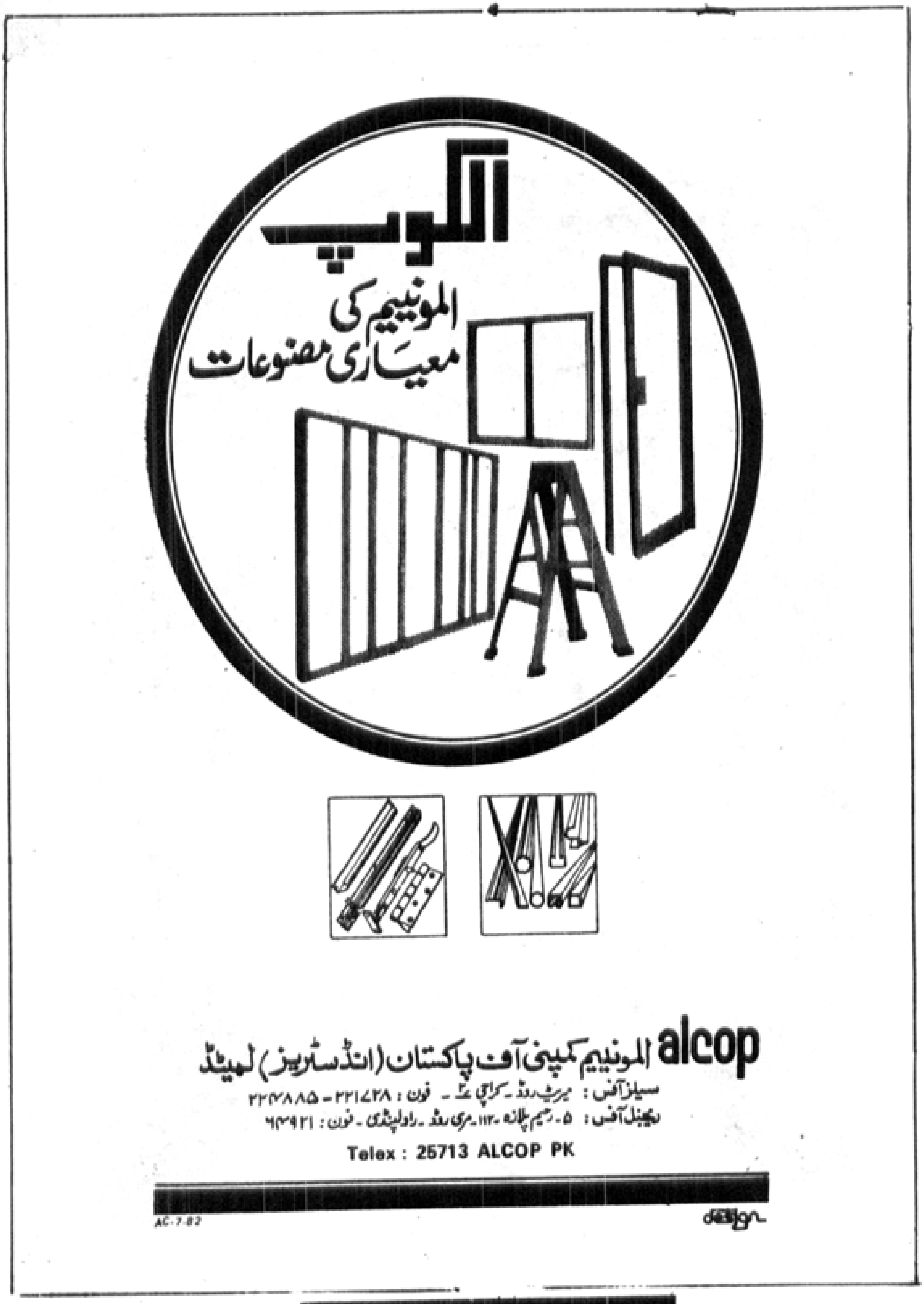

ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

ABC
Newnix
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
ABC
brother
KNITTING MACHINE
SARAULLA
CARPET YARNS
ABC
BLANKETS
ABC
KNITTING YARNS
ثناءاللہ وولن ملز لمیٹڈ
تیسری منزل پینوراما سینٹر
فاطمہ جناح روڈ۔ کراچی
فون:- ۵۱۶۰۳۵ - ۵۱۶۰۳۴
adcom-138

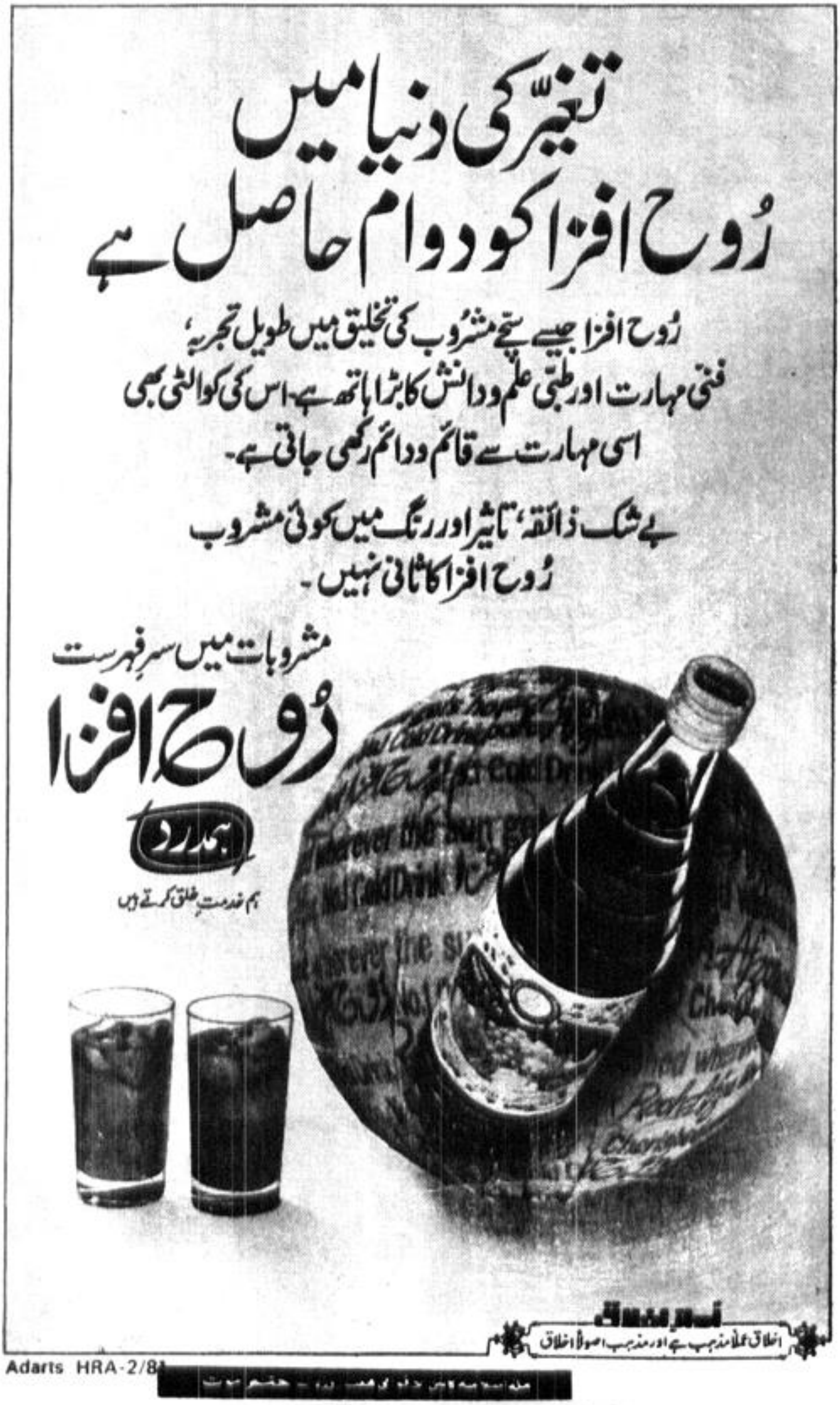
تغیّر کی دنیا میں
رُوح افزا کو دوام حاصل ہے
رُوح افزا جیسے سچے مشروب کی تخلیق میں طویل تجربہ،
فنی مہارت اور طبی علم و دانش کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس کی کوالٹی بھی
اسی مہارت سے قائم و دائم رکھی جاتی ہے۔
بے شک ذائقہ، تاثیر اور رنگ میں کوئی مشروب
رُوح افزا کا ثانی نہیں۔
مشروبات میں سرِ فہرست
رُوح افزا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
اخلاق عملاً مذہب ہے اور مذہب اصولاً اخلاق
Adarts HRA-2/8

مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی

سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ مبلغ اسلام مولانا محمد اسلم قریشی کی تلاش کے لئے پولیس کا ایک خاص سیل قائم کر دیا گیا ہے۔ قادیانی فرقے کے تین افراد کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے اس سلسلہ میں گوجرانوالہ رینج کے ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد خصوصی طور پر سیالکوٹ کے دورے پر گئے اور تفتیشی حکام اور ضلعی انتظامیہ سے مولانا اسلم قریشی ۱۱ فروری کو سیالکوٹ کے ایک نواحی موضع میں نماز جمعہ کی امامت کے فرائض انجام دینے کے لئے گئے اور لاپتہ ہو گئے ۲۲ فروری کو ان کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرائی گئی چاہیئے تو یہ تھا کہ ضلعی حکام اور خاص طور پر پولیس فوری طور پر حرکت میں آتی لیکن کئی دن گذر جانے کے بعد اور قومی اخبارات میں مسلسل خبروں کی اشاعت اور مولانا کی بازیابی کے مطالبات کے باوجود پولیس حکام کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ یہاں تک کہ سیالکوٹ کے شہریوں نے خود ہی مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے ایک کمیٹی قائم کی۔ قادیانی فرقے کے بعض افراد پر مولانا کے اغوا کا الزام لگایا۔ اب تک جو واقعات سامنے آئے ہیں ان کے مطابق مولانا اسلم قریشی اس حالت میں لاپتہ ہوئے کہ وہ قادیانی فرقے کے خلاف تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ پولیس کی تفتیش کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ مولانا اسلم قریشی کہاں ہیں، کس حال میں ہیں۔ اُن پر کیا بیتی۔ ان سب باتوں کا جواب پولیس کی مکمل تفتیش اور اس میں کامیابی کے بعد ہی ملے گا۔ لیکن ایک عالم دین اور معزز شہری کی تلاش میں پولیس حکام کا تساہل، کوتاہی اور لاپرواہی کے سبب مولانا کے لواحقین اور دوست و احباب کو جس اذیت اور کرب سے گزرنا پڑا اس جیسے دوسرے عوامل کے ساتھ پولیس بھی برابر کی ذمہ دار ہے صدر ضیاء الحق کی حکومت، شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ فراہم کرنے میں کوشاں ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ انتظامیہ کے کل پرزے ان کوششوں کو ناکام بنانے اور عوام میں غلط فہمی پیدا کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ تاخیر کے بعد ہی سہی، اب جب کہ مولانا اسلم قریشی کی تلاش کا کام شروع ہو گیا ہے توقع رکھنی چاہیئے کہ پولیس حکام مولانا اسلم قریشی کی تلاش کا سراغ لگانے میں مزید کسی تساہل کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ان کے اغوا میں ایک مخالف غیر مسلم فرقے کا ہاتھ تھا تو پھر ملزمان کو وہ سزا دی جائے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو تاکہ آئندہ ایسے گھناؤنے فعل کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۵ مارچ ۱۹۸۳ء)

بقیہ ــ خصائل نبوی ﷺ

جوڑ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے یا بائیں میں۔ بعض علمائے محدثین اس میں ترجیح کی طرف مائل ہوئے ہیں چنانچہ امام بخاریؒ و امام ترمذیؒ وغیرہ کی رائے یہی ہے کہ دائیں ہاتھ میں پہننے کی روایات راجح ہیں، بعض علماء نے اس طرح جمع کیا ہے کہ اکثر داہنے دست مبارک میں پہنتے تھے اور گاہے گاہے بائیں میں بھی پہن لیتے تھے۔ علماء کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ انگوٹھی کونسے ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔ خود علمائے حنفیہ میں بھی اختلاف ہے بعض نے بائیں ہاتھ میں پہننے کو افضل بتایا ہے اور بعض نے دونوں کو مساوی بتایا ہے۔ شامیؒ نے یہی دو قول لکھے ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے حنفیہ کا ایک قول دائیں کے افضل ہونے کا لکھا ہے لیکن مذہب کے لحاظ سے راجح وہی قول ہے جو علامہ شامیؒ کی تحقیق ہے۔ امام نوویؒ نے دونوں میں بلا کراہت جائز ہونے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے۔ مالکیہ نے بائیں ہاتھ میں پہننے کو افضل بتایا ہے۔ الغرض احادیث سے بھی دونوں فعل ثابت ہیں اور علماء بھی ترجیح کے اعتبار سے دونوں طرف گئے ہیں۔ در مختار میں قہستانیؒ سے نقل کیا ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا روافض کا شعار ہو گیا ہے اس سے احتراز واجب ہے۔ صاحب در مختار لکھتے ہیں کہ ممکن ہے اس زمانہ میں روافض کا شعار ہو اب نہیں ہے۔ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ سے "کوکب دری" میں نقل کیا گیا ہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی چونکہ روافض کا شعار ہے اس لئے مکروہ۔ حضرت سہارن پوریؒ نے بھی بذل المجہود میں یہی تحریر فرمایا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ روافض کے کفر میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن ان کے فاسق ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور فساق کے ساتھ تشبہ سے بھی احتراز ضروری ہے۔

اصحاب رسول ﷺ

رفیق غار و مزار خلیفۃ الرسول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی حیات و خدمات کی ایک جھلک ۔

تحریر :- محمد اسماعیل شجاع آبادی انچارج شعبہ تبلیغ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور ۔ پاکستان

جب ظلمت کدہ عالم میں ہر طرف شرک و بدعات کی گھٹا ٹوپ اندھیریاں چھائی ہوئی تھیں خدائے قدوس کے نام لیواؤں کا نام و نشان دور دور تک نہیں آتا تھا ۔ ہر ایک گھر کا خدا جدا جدا تھا ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سینکڑوں برس تک لڑائیاں جاری رہتی تھیں ۔ زنا کاری ، شراب نوشی ، بتوں کی پوجا ، بے حیائی اور برائیاں روز مرہ کا معمول بن چکی تھیں ۔

تو یکایک کوہ فاران کی چوٹیوں سے ایک عظیم انسان نے توحید خداوندی کا نعرہ مستانہ لگایا ، بتوں کی پوجا پاٹ کی تردید کی اس ہُو کے عالم میں یہ انقلابی نعرے کی آواز عجیب و غریب تھی جس کا ردعمل بہت سخت اور پریشان کن تھا ہر طرف سے گالی گلوچ طعن و تشنیع اور حرص و لالچ کے متضاد ہتھکنڈے اپنائے گئے ۔

جب کسی نے اس منادی کی ہاں میں ہاں نہ ملائی تو پروردگار عالم نے ایک عظیم ہستی کا انتخاب فرمایا ۔ جو اسلام قبول کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں ایک معزز تاجر تھے ۔ طبیعت اصلاح پسند تھی ۔ شرمناک اور ناشائستہ کاموں سے اجتناب فرماتے ۔ جاہلیت کے زمانہ میں بھی شراب کو منہ تک نہ لگایا تھا ۔ جوا نہ کھیلتے تھے بت پرستی سے کنارہ کش تھے ۔

مکہ مکرمہ کے باشندے انہیں احترام کی نظر سے دیکھتے ۔ اگر کسی کی ضمانت اٹھا لیتے تو آپ کی ضمانت کا احترام کیا جاتا ۔ اکابرین و عمائدین وادی بطحاء کی نظر میں آپ کی امانت کا غلغلہ تھا ۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا تو مکہ مکرمہ میں ہلچل پیدا ہو گئی ۔ قریش کے مالدار اور ذی اثر لوگ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تو ایک واحد ہستی تھی جس نے آپ کی آواز پر لبیک کہا ۔ جن کا نام نامی عبداللہ بن عثمان تھا اور کنیت ابوبکرؓ ، لقب صدیق و عتیق نسب آٹھویں پشت پر جا کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے ۔ عمر میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اڑھائی تین سال چھوٹے تھے ۔ آپ کا رنگ سفید تھا ۔ جسم لاغر ، رخساروں پر گوشت کم ۔ پیشانی ابھری ہوئی ، بال سفید ہو گئے تھے بڑے نرم دل اور بردبار تھے ۔ قبول اسلام سے پہلے ہی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستانہ مراسم تھے ۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے نکاح میں بھی صدیق اکبرؓ واسطہ بنے تھے ۔

وہ ابوبکرؓ جس نے اپنے حبیب سے ایسا پیمان وفا باندھا کہ تادم واپسی اسے مردانہ وار نبھایا ۔ جس نے ہر ضرورت

ملت اسلامیہ کا [illegible] ہفت روزہ ـــــ ختم نبوت

صحابۂ رسولؐ

سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا

بعض روایات میں آتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ بعض روایات میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آتا ہے۔ اور بعض روایات میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ لیکن احادیث نبویہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیت کی تائید ہوتی ہے۔

علماء کرام نے یوں تطبیق بیان فرمائی ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور لڑکوں میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور لڑکیوں میں سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام ولی اللہ دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں "اولیت اسلام اس لیے فضیلت ہے کہ جو سب سے پہلے اسلام لایا ہوگا اس کو مصائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ شرکت کا موقع ملا ہوگا۔ اور وہ دوسروں کے اسلام لانے کا سبب بنا ہوگا۔ یہ دونوں باتیں چاروں حضرات میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مخصوص ہیں۔

عزیمت اور مردانگی کی راہ پر حضرت ابوبکر صدیق کا ہر قدم کاروانِ ملت کیلئے خضرِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے

(۱) مصائب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرکت محتاج بیان نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ

کے وقت اپنے آقا کی دعوت پر اپنے گھر کا سارا اثاثہ لاکر قدموں میں ڈال دیا، عزیمت اور مردانگی کی راہ پر جس کا ہر قدم کاروانِ ملت کے لیے خضرِ راہ ہے۔

جرأت اور بے باکی کی جو قندیلیں راہِ عشق و وفا میں آج سے چودہ سو سال قبل جس مردِ حق آگاہ نے روشن کی تھیں ابتلاء و آزمائش کی کٹھن اور پرخار وادیوں میں آج بھی جگمگا رہی ہیں۔ صدیق اکبر رضؓ بچپن سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھ اور سکھ کے ساتھی تھے۔ بچپن کے زمانہ ہی سے آپ نیک سیرت اور خوش اطوار واقع ہوئے تھے۔ ایام جاہلیت میں جب شراب نوشی، قمار بازی، قتل و غارت گری، بت پرستی، فسق و فجور کے لعنتیں معاشرہ کا جزو لاینفک بن چکی تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ فطری طور پر ان اشیاء سے مبرا تھے۔

قبول اسلام کے بعد یہ مراسم اتنے بڑھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

قبولِ اسلام

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوئی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض تجارت یمن گئے ہوئے تھے۔ یمن سے واپسی پر جب سردارانِ قریش ملنے کے لیے گئے تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کوئی نئی بات؟ عمائدین قریش نے کہا کہ ابو طالب کے یتیم بچے نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سن کر آپ کا دل تڑپ اٹھا۔ قریشیوں کی واپسی کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اور پہلا سوال بعثت کا تھا۔ جواب سنتے ہی اسی محفل میں حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "میں نے جس کسی کے سامنے کلمۂ اسلام پیش کیا اس نے تھوڑی بہت ہچکچاہٹ ضرور محسوس کی۔ لیکن جب ابوبکر کے سامنے اسلام پیش کیا تو انہوں نے بلا جھجک اس کو قبول کیا۔

اصحابِ رسولؐ

عنہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے علی الاعلان خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں توحید باری تعالیٰ کا اعلان، رسالتِ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار اور بتوں کی تردید تھی۔ کفار سنتے ہی ٹوٹ پڑے۔ اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ اور آپ کے قبیلہ والوں کو کسی نے اطلاع کی اور وہ اٹھا کر لے گئے اور جب ہوش آیا زبان پر پہلا کلمہ یہی ہوتا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ جب تک خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی چین نہ آیا۔ بصورت دیگر اگر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ایمان لائیں تو بیوی تھیں چنداں باعث تعجب نہیں اور اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ایمان لائے ہوں تو بھی باعثِ حیرت نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دامن عفو و کرم سے زیر پرورش اور تربیت یافتہ تھے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زر پہلے ایمان لائے۔ تو زر خرید غلام تھے وہ نہ مانتے تو اور کون مانتا! اصل باعثِ کمال تو یہ ہے ایک آدمی جو آزاد ہے مالدار ہے عقل مند اور زیرک ہے۔ اپنے قبیلہ کے سرداروں میں شمار ہوتا ہے اس کا بلا چوں وچرا تسلیم کر لینا یہ ہے خوش نصیبی۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا
ورنہ ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

(۲) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے لوگوں کے ایمان لانے کا سبب بھی بنے۔ جب آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو آپ کے پاس مال تجارت کے علاوہ چالیس ہزار درہم نقد بھی تھے۔ جو آپ نے اسلام کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قربان کر دیے۔ ایام حج میں جب صاحب لولاکؐ خیمہ خیمہ ڈیرہ ڈیرہ اسلام کی دعوت دیتے تو صدیق اکبرؓ آپ کے ساتھ ہوتے اور آپ کا اور اسلام کا تعارف کراتے۔ اسی طرح ہزاروں عرب اسلامی تعلیمات سے روشناس ہوئے اور سینکڑوں حلقہ بگوشانِ اسلام ہو گئے۔ عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس صحابہ کرام جنہیں آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے جنت کی بشارت دی تھی۔ ان میں عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چھوڑ کر باقی آپ کی مساعی جمیلہ سے دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے اور جنت کی ابدی نعمتوں کے مالک بنے۔

(۳) غلامانِ اسلام جو ہر وقت کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے، ان میں سے مؤذنِ رسول حضرت بلال، حضرت عامر، فہیرہ، نہدیہ، زنیرہ، ام عبیس جو بنو مومل کی ایک کنیز تھیں انہیں خرید کر طوق غلامی سے نجات دلائی۔ آپ کے والد حضرت ابو قحافہ رضہ نے کہا کہ ان نحیف اور کمزور غلاموں کو آزاد کرنے کا

عشرہ مبشرہ میں سے آٹھ صحابہ کرام
کا ایمان لانا آپؓ کی تبلیغی خدمات کا
شاندار کارنامہ ہے

کوئی فائدہ نہیں۔ اگر شوق ہے تو طاقت ور غلاموں کو آزاد کرو تاکہ کچھ فائدہ تو ہو آپؓ نے فرمایا کہ غلاموں کو آزاد کرنے سے میرا مقصد پیسے حاصل کرنا نہیں بلکہ کچھ اور ہے یعنی رضائے الٰہی کا حصول۔

مسجد نبوی کی زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت میں تھی جو سعد بن زرارہ کی تولیت میں تھے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قطعۂ ارضی کا معاملہ کرنا چاہا! تو دونوں بھائیوں نے کہا کہ یہ آپ کی نذر ہے۔ آپؐ نے نذرانہ کے طور پر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور قیمتہً خرید لی جو دس دینار طے ہوئی جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ نہ صرف قیمت ہی ادا کی بلکہ مزدوروں کی طرح اینٹ اور گارا تک اٹھایا اور تعمیر مسجد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام معاملات میں سرکارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دست راست اور آپ کے وزیر و مشیر تھے۔ اگرچہ حیثیتیں مختلف تھیں مثلاً میدان کارزار میں وہ جانباز اور دلیر سپاہی نظر آتے ہیں، اور مشورہ کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے مدبر، ناساعد حالات میں وہ پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط

اور ساز گار حالات میں وہ پیکر رحم وکرم نظر آتے ہیں۔ رات کے وقت زاہد اور عابد شب زندہ دار اور دن کے وقت صائم النہار، انہیں منفرد اوصاف اور کمالات کی وجہ سے مسٹر ڈبلیو منٹگمری واٹ کے بیان کے مطابق " حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جہاں اونچے درجے کے مبلغ اور فرمانبردار تھے ساتھ ہی ایک بلند پایہ لیڈر اور قائد بھی۔

غزوہ بدر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا شرف بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہوا غزوہ احد میں آپؐ کی حفاظت کرنے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش پیش تھے۔ اور دیگر تمام غزوات میں اپنی تلوار کے خوب جوہر دکھائے اور کفار اور منکرین اسلام کے خوب چھکے چھڑائے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرور کائنات نے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں چاہتا ہوں کہ اطراف و اکناف میں لوگوں کو فرائض و سنن کی تعلیم کے لیے بھیجوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو بھیجا کرتے تھے"۔ کسی نے عرض کیا آپ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو کیوں نہیں بھیجتے؟ فرمایا " میں ان دونوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہ دین کے کان اور آنکھیں ہیں!"

مستدرک حاکم ص۴۲ ج ۳۔

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاعر دربار نبوت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے حسان کیا تم نے شان صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا "سناؤ میں سننا چاہتا ہوں حسان نے عرض کی۔

سہ۔ وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف اللہ عدو بہ اذ صعد الجبلا

آپ دو میں سے دوسرے تھے۔ اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے گرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔

کان حبّ رسول اللہ قد علموا
من البریہ لم یعدل بہ رجلا

ابوبکر رسول اللہ کے محبوب ہیں اور لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوقات میں سے کسی کو آپؓ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے۔ فرمایا اے حسان رضؓ تو نے سچ کہا ابوبکر صدیق ایسے ہی ہیں۔ ابن عساکر (ابن زہری عن انسؓ)

حضرت ابوبکر صدیق مسند خلافت پر

یوں تو تمام صحابہ کرام آسمان رشد و ہدایت کے مہر و ماہ اور درخشندہ ستارے ہیں لیکن بعض صحابہ کرام کو خدا وند قدوس نے خصوصی ملکات اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ان میں سے خلفائے راشدین کا نام سرفہرست ہے پھر خلفائے راشدین میں سے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پروردگار نے ان اعزازات اور انعامات سے نوازا جن کی مثال ناممکن ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت محض اتفاقی امر نہیں تھا۔ بلکہ قرآن پاک کی بہت سی آیات کریمہ آپ کی مدح میں نازل ہوئیں۔ آپ کو سب سے زیادہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفاقت کا شرف حاصل ہوا آپ سب سے زیادہ مزاج دان رسالت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر اعتماد بھی سب صحابہ سے زیادہ تھا۔ بہت سے مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔

آپ کے کارنامے اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ آپ ہی سب سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر کے بعد مدینہ طیبہ میں عجیب کہرام سا بپا تھا۔ منافقین خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ ارتداد کی تحریک زوروں پر تھی۔ انصار نے (ثقیفہ بنی ساعدہ) میں ایک انتخابی مجلس مشاورت منعقد کی۔ کسی نے حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس نازک صورت حال سے مطلع کر دیا۔ شیخین حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی معیت میں اس مجلس (ثقیفہ بنی ساعدہ) میں تشریف

اصحابِ رسول ﷺ

۱

لائے ۔ دیکھا کہ یہاں ایک عجیب سماں اور ہنگامہ اور شور وغل برپا ہے ۔ جب "تینوں حضرات بیٹھ گئے تو انصار کے ایک خطیب نے کہا کہ" ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی لیکن اب تم ہم سے برگشتہ ہو گئے ہو اور جو ہمارا مقام ہے اس سے ہم کو علیحدہ کرنا چاہتے ہو" یہ کلمات سنتے ہی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عجیب تقریر کی جس کا ہر ہر لفظ " فصاحت اور بلاغت کے موتیوں سے پُر تھا ۔ اس تقریر میں آپ نے انصار کے فضائل و مناقب ذکر کرتے کے بعد فرمایا کہ عرب آپ لوگوں کی اطاعت نہیں کریں گے اور ایک حدیث الائمۃ من قریش ذکر کی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ بخاری شریف صفحہ ۱۰۰۹ ج-۲-

اس پر شور وشغب بڑھنے لگا تو حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر کہا کہ آپ ہم سب سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں ، ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے نیز فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بیعت کی ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیعت کرنا تھا کہ مہاجرین اور انصار سب نے ہاتھ بڑھا دیے ۔ بخاری شریف

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نمایاں کارنامے

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینہ طیبہ میں عجب کہرام بپا تھا ۔ اور پورے حجاز میں مختلف فتنے پر زور طریقہ پر سر اٹھانے لگے کہیں انکار زکوٰۃ کا فتنہ زوروں پر تھا اور کہیں منکرین ختم نبوت اپنی جھوٹی نبوتوں کی دوکانیں چمکانے میں مصروف ہو گئے ۔ حتیٰ کہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی سازشیں ہونے لگیں ۔ یہ آپ ہی کا کمال تھا کہ ایک طرف آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا لشکر یعنی اسامہ بن زید کا لشکر روانہ کیا ۔ مدعیان نبوت سے جہاد کیا اور منکرین زکوٰۃ کا قلع قمع کیا اور سلطنت نبوی کو پھر نئے سرے سے مستحکم کیا ۔

خلیفۃ الرسول کا مبارک خطاب سوائے آپ کے اور کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا ۔ آپ دو برس "تین ماہ نو دن تک مسند خلافت پر متمکن رہے اور ۲۲ جمادی الاخریٰ کو اس دار فانی سے رحلت فرما کر اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے استراحت حاصل کر لی ۔

آپ کی عظمت

ایک مرتبہ مرض الوفات میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے جسے خدا نے اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا وہ نعمتیں جو اللہ کے پاس ہیں اختیار کرے ۔ تو بندے نے اللہ کی نعمتوں کو پسند کر لیا ہے ۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ الفاظ سن کر بے ساختہ رونے لگے ۔ اور عرض کی ہم سب کی جانیں آپ پر قربان اور ہماری اولاد بھی آپ پر قربان ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہرو ۔ اس کے بعد صحابہ کرام سے خطاب کر کے فرمایا یہ مسجد کے جتنے بھی دروازے ہیں سب بند کر دو البتہ ابوبکر رضؓ کا دروازہ کھلا رہنے دو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میری صحبت میں ان سے زیادہ کوئی افضل ہو ۔

(طبری ص ۴۴۲ ج ۲

(۲) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پہرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار نیام سے باہر نکالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دے رہے تھے جو کوئی (کافر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بڑھتا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر پل پڑتے " . اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فھو اشجع الناس (وہ لوگوں سے سب سے زیادہ بہادر ہیں) مسند بزار)

(۳) عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں لقد قمنا بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقام کدنا نھلک فیہ لولا ان اللّٰہ من علینا بابی بکر۔ یعنی ہم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ایسے مقام پر تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا خلیفہ عطا فرما کر ہم

باقی صفحہ ۲۰ پر

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں آٹھویں صدی کے اکابرین امت کا عقیدہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

شیخ قطب الدین سہروردی کا عقیدہ

الشیخ الامام قطب الدین عبد اللہ بن محمد بن ایمن الاصفہانی الدمشقی السہروردی (۷۸۰ھ) "رسالہ مکیہ" میں امت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے فضائل کے ضمن یوں لکھتے ہیں:

وہم چنیں دید عیسیٰ علیہ السلام فضائل وبزرگی ایں امت را در انجیل پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اے بار خدایا بگرداں وایشاں را از امت من۔ پس گفت خداوند تعالیٰ نکنم من کہ ایشاں را از امت تو بگردانم۔ وایشاں را از امت احمد و محمد مصطفیٰ ... علیہ السلام۔ پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اگر نگردانی تو ایشاں را از امت من، بگرداں او را ایشاں۔ پس برداشت عیسیٰ عزم را خداوند تعالیٰ سوائے آسمان تا در کند عیسیٰ علیہ السلام را سوائے زمین در آخر الزمان تا باشد ازیں امت مصطفیٰ علیہ السلام یعنی عامل شریعت مصطفیٰ بود و یکے از اعیان مصطفیٰ شود۔

(شرح رسالہ مکیہ۔ تصوف۔ قلمی ص۳۰۰ و ص۳۰۱۔ زیر نمبر ۳۵۶/۱)

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے فضائل انجیل میں دیکھے تو عرض کیا کہ الٰہی اس امت کو میری بنا دے۔ حکم ہوا کہ ان کو تمہاری امت نہ بناؤں گا۔ اس لیے کہ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ پس انہوں نے دعا کی کہ مجھ کو اس امت میں داخل کر دے۔ چنانچہ ان کی یہ دعا قبول ہوگئی کہ حق تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا یہاں تک کہ ان کو آخر زمانہ میں زمین پر اتار کر اس امت میں شامل فرمائے گا۔

(ارشاد الملوک)

(ص ۱۱۰ و ۱۱۱)

امام تقی الدین السبکی کا عقیدہ

الامام العلامہ تقی الدین السبکی الشافعی (۷۵۶ھ) اپنی کتاب "التعظیم والمنۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" میں طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

فاذا عرف ذلك فالنبي صلى الله عليه وسلم هو نبي الانبياء ولهذا اظهر ذلك في الآخرة جميع الانبياء تحت لوائه، وفي الدنيا كذالك ليلة الاسراء صلى بهم ولو اتفق مجيئه في زمن آدم ونوح وابراهيم

پس جب یہ معلوم ہوا تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "نبی الانبیاء" ہیں۔ اسی بنا پر اس عظمت کو یوں ظاہر کیا گیا کہ تمام انبیاء کرام آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اسی طرح شب معراج میں بھی اس کا ظہور ہوا کہ آپ سب کے امام ہوئے۔ اور

موسی و عیسی وجب علیهم وعلی اممهم الایمان به و نصرته وبذلك اخذ الله المیثاق علیهم فنبوته علیهم ورسالته الیهم معنی حاصل له .... فلو وجد فی عصرهم لزمهم اتباعهم بلاشك ولهذا یأتی عیسٰی فی آخر الزمان علی شریعته وهو نبی کریم علی حالته لا کما یظن بعض الناس انه یأتی واحدًا من هذه الامة نعم هو واحد من هذه الامة لما قلناه من اتباعه للنبی صلی الله علیه وسلم وانما یحکم بشریعته نبینا محمد صلی الله علیه وسلم بالقرآن والسنة وکل ما فیها من امر و نهی فهو متعلق به کما یتعلق بسائر الامة وهو نبی کریم علی حالة ولم ینقص منه شیء۔

اگر آپ کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم کے زمانے میں ہوتی توان پر اور ان کے امتیوں پر واجب ہوتا کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا۔ اس لیے آپ کا ان کے لیے نبی و رسول ہونا تو ایک ایسا وصف ہے جو آپ کو حاصل ہے .... پس اگر آپ ان کے زمانہ میں موجود ہوتے تو آپ کا اتباع ان پر واجب ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ کی شریعت پر اتریں گے۔ حالاں کہ وہ بدستور نبی مکرم ہوں گے۔ ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اس امت کے ایک فرد ہو کے آئیں گے بلاشبہ وہ اس امت کے ایک فرد بھی ہوں گے کیونکہ۔ جیسا کہ ہم نے کہا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق قرآن وسنت کے ساتھ حکم کریں گے اور شریعت کے تمام اوامر و نواہی جیسا کہ ...نہ سے متعلق ہیں، ان کے متعلق بھی ہوں گے۔ اس کے باوجود وہ نبی مکرم بدستور ہوں گے ان کی نبوت میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی۔

(بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ص۳۶۲)

علامہ اتقانی شارح ہدایہ کا عقیدہ

الشیخ الامام قوام الدین امیرکاتب بن امیر عمر العمید الفارابی اتقانی الحنفی (۶۸۵-۷۵۸ھ) کتاب الشامل شرح اصول البزدوی میں تواتر کی بحث میں یہود و نصاریٰ کے عقیدۂ قتل و صلب پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

والثانی ان النقل المتواتر منهم فی قتل رجل علموه عیسٰی وصلبه وهذا النقل موجب علم الیقین فیما نقلوه ولکن لم یکن ذلك الرجل عیسٰی وانما کان مشبهًا به کما قال تعالٰی ولکن شبه لهم وقد جاء فی الخبر ان عیسٰی صلوٰة الله علیه قال لمن کان معه من یرید منکم ان یلقی الله شبهی علیه فیقتل وله الجنة فقال رجل انا فالقی الله شبه عیسٰی علیه فیقتل ورفع عیسٰی علیه السلام الی السماء۔

(کتاب الشامل شرح اصول الفقه للبزدوی۔ ص۱۴۳، ۱۵، جوہ قلمی)

دوم یہ کہ ان کی نقل متواتر صرف اتنی بات میں ہے کہ ایک شخص جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا وہ مقتول اور مصلوب ہوا۔ بلاشبہ نقل نفس قتل و صلب میں موجب یقین ہے لیکن یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "بلکہ ان کو دھوکہ ہوا" اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دے، وہ میری جگہ قتل ہو جائے اور ایک حواری نے کہا کہ میں تیار ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا

ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہے اعتبار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

مجلس ختم نبوت کراچی کا اجلاس

آج مورخہ ۱۹، مارچ ۱۹۸۲ء کو جامع العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک اہم اجلاس جناب حاجی لال حسین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مرزائیوں کی موجودہ سرگرمیوں کی بنا پر سیالکوٹ میں رونما ہونے والے واقعات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ مولانا محمد اسلم قریشی صاحب جن کی گمشدگی کا ایک مہینہ ہو چکا ہے۔ اور ابھی تک حکومت پنجاب ان کی بازیابی میں ناکام رہی ہے۔ پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس میں متفقہ طور پر یہ بات طے ہوئی کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور ناظم نشریات مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کے دورۂ یورپ کے دوران جماعتی امور کے نگران مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد پاک کالونی رہیں گے۔ جب کہ ہفت روزہ ختم نبوت کے سلسلے میں مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری، جناب باوا صاحب کے قائم مقام رہیں گے۔

اجلاس میں دورۂ یورپ پر جانے والے وفد کے شرکاء حضرات کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے علاوہ جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی شامل ہیں۔ وفد ۲۰ مارچ کو اپنے دورہ کا آغاز کر رہا ہے۔ اس بارے میں مزید تفصیلات وقتاً فوقتاً شائع کی جائیں گی۔

مولانا سید منظور شاہ صاحب حجازی کا استعفیٰ

مولانا سید منظور احمد شاہ مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مجلس سے مستعفی ہو گئے ہیں اور حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے ان کا استعفیٰ منظور فرما لیا ہے جلسوں میں دعوت دینے والے احباب شاہ صاحب سے براہ راست رابطہ قائم کریں مجلس سے اب ان کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ
مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

بقیہ :- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہم برباد ہو گئے ہوتے۔ علامہ اقبال کی ایک نظم سے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

پوچھا حضور سرور عالم نے اے عمر
اے وہ کہ جوش حق سے تیرے دل کو قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و مروت ہے استوار
ملک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ ماہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت

مطالعہ

قومی اخبارات کا مطالعہ

مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لیے

ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے

غلام دستگیر

گوجرانوالہ (نمائندہ جنگ) وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت غلام دستگیر خان نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا ہر ممکن تحفظ کیا جائے گا اور مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس ختم نبوت کے ایک سہ رکنی وفد سے ملاقات کے دوران بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ اس وفد میں مولانا عبدالرؤف جتوئی، شیخ عبداللہ قادری اور محمد افضل حبیبؒ شامل تھے۔ اس وفد نے مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے امیر عبدالرحمٰن کی ہدایت پر اسلام آباد میں وفاقی وزیر محنت سے ملاقات کی۔ وفد نے وفاقی وزیر کو اسلم قریشی کی پر اسرار گمشدگی سے پیدا ہونے والے اضطراب اور بے چینی سے آگاہ فرمائے۔

دریں اثناء مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے گوجرانوالہ رینج پولیس نے مؤثر اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ رینج پولیس کے اعلیٰ افسران کا ایک اجلاس گزشتہ شب ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں محمد اسلم قریشی کی پر اسرار گمشدگی کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کیا گیا۔ اس موقع پر ان پولیس پارٹیوں کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیا جو ڈی آئی جی کی ہدایت پر اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ خیال ہے کہ پولیس اس سلسلہ میں تفتیش کے کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے مختلف اقدامات کرنے کے لئے غور کر رہی ہے اور اب تک جو نتائج سامنے آئے ہیں ان کی روشنی میں تفتیش کا دائرہ مزید وسیع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس اس سلسلہ میں خاصی پر امید ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ چند روز تک اسلم قریشی کی گمشدگی کے اصل حقائق و واقعات کے قریب پہنچ جائے گی۔

ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد نے پولیس افسران کے اس طویل اجلاس میں تمام پولیس افسران کو ہدایت کی کہ وہ اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے صحیح تفتیش کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسلم قریشی کا پتہ چلائیں انہوں نے لوگوں سے کہا ہے کہ وہ اس معاملے پر سنجیدگی سے کام لیں۔ جلد بازی کی بجائے پولیس کو موقع دیں کہ وہ حقائق کا پتہ چلانے میں کامیاب ہو۔ انہوں نے یقین دلایا کہ پولیس اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت سے کام نہیں لے گی۔

دریں اثناء مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے امیر مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد نے کہا ہے کہ اسلم قریشی کی بازیابی میں تاخیر ناقابل فہم ہے۔ آج اس واقعہ کو اٹھارہ روز گزر چکے ہیں

لیکن پولیس اس کا صحیح سراغ نہیں لگا سکی۔ انہوں نے الزام لگایا ہے کہ سیالکوٹ میں قادیانی اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے مسئلہ کو مزید پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مولانا حکیم عبدالرحمٰن کی قیادت میں ایک وفد آج لاہور روانہ ہو گیا ہے جو صوبے کے اعلیٰ حکام سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیال کر کے اس مسئلہ پر تبادلہ خیال کر کے اس معاملہ کی سنگینی سے انہیں آگاہ کرے گا نیز مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبد الروٴف جتوئی سات مارچ کو تین روزہ دورے پر گوجرانوالہ پہنچ رہے ہیں۔ یہاں وہ اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلہ میں مختلف رہنماؤں سے تبادلہ خیال کریں گے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے رہنماؤں مولانا حبیب اللہ اور طارق محمود رضوی نے سیالکوٹ میں ۸ مارچ کو ہونے والے کنونشن کے لئے علماء، طلبہ اور وکلاء کو دعوت نامے ارسال کر دیئے ہیں تاکہ مولانا کی گمشدگی کے بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ بعد ازاں ایک اجلاس جمعیت طلبۂ اسلام گوجرانوالہ جامع مسجد عثمانیہ پونڈاں والا میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں اسلم قریشی کی گم شدگی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پر زور مطالبہ کیا گیا کہ مولانا کو فوراً برآمد کر کے اہل اسلام کے دلوں کی آواز سنی جائے۔ نظام علماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر غلام محمد نے بھی مولانا محمد اسلم قریشی کی گم شدگی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کا اغوا مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج ہے لہٰذا اس معمہ کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ علاوہ ازیں سنی گارڈز گوجرانوالہ کے سالار اعلیٰ میر محمد طیب کی صدارت میں ایک اجلاس مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے سلسلہ میں ۱۱ مارچ بروز جمعۃ المبارک گوجرانوالہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اجلاس میں قاری عبید اللہ، قاری عبدالغفور بٹ، مولانا گلزار احمد آزاد، شیخ عبدالستار قادری، حاجی عبدالمتین قادری، عبدالقیوم طاہر، حاجی بشیر احمد اور دیگر تنظیموں اور جماعتوں کے نمائندگان شرکت کریں گے۔ انجمن شبان اہل حدیث کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد حسین منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا محمد اسلم قریشی کی گم شدگی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں عبدالمنان، محمد اسماعیل، سعید احمد شاد، محمد نعیم، محمد امین، عتیق الرحمٰن کھوکھر اور خلیل الرحمٰن نے شرکت کی بعد ازاں مرکزی جمعیت رفقائے اسلام کے صدر میاں محمد رفیق، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر خالد محمود زاہد، نائب ناظم اعلیٰ محمد ابراہیم نفیس نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کے معاملہ میں مرزا ناصر احمد کو بھی شامل تفتیش کیا جائے۔

سیالکوٹ سے ہمارے نمائندے کے مطابق محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کا سراغ لگانے کے لئے سیالکوٹ کے پولیس کی ٹیم نے اپنی تفتیش کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے معراجکے کے ایک اور شخص ماسٹر حمید کو شامل تفتیش کر لیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ طلعت محمود نے نمائندہ جنگ کو بتایا کہ محمد اسلم قریشی کی گم شدگی کا سراغ لگانے کے لئے گوجرانوالہ سے بھی ماہر پولیس افسران کی خدمات حاصل کر لی گئیں مجلس عمل برائے بازیابی مولانا محمد اسلم قریشی کی اپیل پر گزشتہ روز شہر کی تمام مساجد میں خطبہ جمعہ میں تشویش کا اظہار کیا گیا۔ قرار دادوں کے ذریعے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ ۱۶ روز گزر جانے کے بعد بھی مولانا موصوف کی گمشدگی کا معمہ حل نہیں ہو سکا قرار داد کے ذریعے صوبائی مرکزی اور مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مولانا کی بازیابی کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ علاوہ ازیں آج مجلس عمل اجلاس زیر صدارت خواجہ عبدالسلام بٹ ایڈووکیٹ منعقد ہوا جس میں انتظامیہ پر زور دیا گیا کہ وہ مولانا کی بازیابی کے لئے اپنی مساعی کو تیز کریں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ ۶ مارچ ۱۹۸۳ء)

نہ جانے راز کیا ہے میرے ان پرسوز آہوں میں
دل بے تاب کے بے چین، بے آواز نالوں میں
نزاکت بھی نظافت بھی، لطافت بھی عنائت بھی
مجھے سب کچھ ملا ان کے اشاروں میں اداؤں میں
بہت کچھ دیکھ کر ہم نے گذارے زندگی کے دن
بالآخر رہ گئی ایک تیری ہی صورت نگاہوں میں
مریض عشق ہوں مجھ کو یونہی بیمار رہنے دو
شفا میری نہیں ہے ان حکیموں کی دواؤں میں
شراب سرخ کے پیالوں میں وہ مستی نہیں ہوتی
جو ملتی ہے کوئے محبوب سے ہم کو ہواؤں میں
اثر ان کی طبیعت پر نہ ہو جائے کہیں یارو!
میرا اب نام لینا چھوڑ دو اپنی دعاؤں میں
مسلسل رات بھر ساقی پلاتا رہ گیا شاید
سحر ہی سے بہت مستی ہے چشتی کی نگاہوں میں

چشتی

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

جامع مسجد ختم نبوت ربوہ کی تعمیر

اہل خیر بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے آٹھ سال سے ربوہ میں اپنی دو مسجد، مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ، جامع مسجد ختم نبوت و مدرسہ عربی مسلم کالونی ربوہ میں لاکھوں روپیہ کے زر کثیر سے تعمیر کئے ہیں، مسجد محمدیہ مکمل ہو چکی ہے (صرف پلستر بیرونی باقی ہے) جب کہ اس کے ملحق عظیم الشان تین کمرے، برآمدہ مدرسہ کے لیے بجلی سوئی گیس کا نظام مکمل ہو گیا ہے۔ مدرسہ عربی مسلم کالونی ربوہ کے دس عظیم الشان کمرے رہائشی کواٹر، برآمدہ وغیرہ مکمل ہو گئے ہیں۔ حفظ قرآن وعربی کتب، جدید تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا ہے، مسافر ومقیم بیسیوں طالب علم دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ کا وسیع وعریض ہال تعمیر ہو گیا ہے۔ البتہ مسجد، برآمدہ، مینارہ فرش صحن دروازے وغیرہ ہنوز تعمیر کرنے ہیں۔ طلبہ کے لیے بورڈنگ وغیرہ بھی باقی ہے اس کے لیے خشت، سیمنٹ بجری ماربل، چپس، بجلی کے پچاس عدد چھت والے پنکھے فوری درکار ہیں۔ جس کے لیے لاکھوں روپیہ درکار ہو گا۔ ربوہ میں اہل اسلام کے لیے ان مراکز کی تعمیر کے لیے تمام اہل خیر حضرات، جماعتی احباب، متعلقین ومتوسلین اس کار خیر کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ سامان خرید کر بھجوانا چاہیں تو دفتر سے تفصیل طلب کریں یا نقد اعانت کرنا پسند کریں تو فوری رابطہ قائم کریں اس شہر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج وتخت ختم نبوت کے مراکز رشد وہدایت کا باعث ہیں ان میں سے کسی بھی قسم کی اعانت وامداد دنیا میں برکت، آخرت میں ذخیرہ، خداوند کریم کی رضا وخوشنودی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے قرب کا ذریعہ ہو گی۔ خداوند کریم تمام مسلمانوں کو اپنے فضل سے توفیق بخشے آمین

دعاگو: حضرت مولانا ابو الخلیل خان محمد صاحب۔ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

اعانت کے لیے:۔ مولانا عزیز الرحمٰن دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

جملہ مبلغین ودفاتر مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ قائم کر کے رسید حاصل کریں۔